AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL

Recognized in "Y" Category Journal by HEC

ISSN (Online): 2790-8828. ISSN (Print): 2790-881X.

Volume IV, Issue III, Homepage: https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/index

Category Y

Link:https://hjrs.hec.gov.pk/index.php?r=site%2Fresult&id=1089437#journal_result

Article: ازدواجی زندگی میں ہونے والی چپقلش کا اردو طنزیہ اور مزاحیہ شاعری کے تناظر میں تجزیہ

Authors & Affiliations: [1] **Dr. Saadia Iftikhar**
Assistant Professor, Govt Associate College for Women Dhoke Hassu, Rawalpindi.

Email Add: [1] drsaadiaiftikhar75@gmail.com

ORCID ID: [1] https://orcid.org/0009-0008-4632-4752

Published: 2024-07-22

Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.13923144

Citation: Dr. Saadia Iftikhar. 2024. "ازدواجی زندگی میں ہونے والی چپقلش کا اردو طنزیہ اور مزاحیہ شاعری کے تناظر میں تجزیہ: AN ANALYSIS OF LIFE'S LOGGERHEADS IN THE CONTEXT OF URDU SATIRICAL AND HUMOROUS POETRY". AL MISBAH RESEARCH JOURNAL 4 (03):25-38. https://reinci.com/ojs3308/index.php/almisbah/article/view/268.

Copyright's info: Copyright (c) 2023 AL MISBAH RESEARCH JOURNAL

CC BY

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Asian Research Index

INTERNATIONAL Scientific Indexing

EuroPub

Academic Resource Index ResearchBib

BASE

DRJI

OCLC WorldCat

ROOTINDEXING — ROOT SOCIETY FOR INDEXING AND IMPACT FACTOR SERVICE

Google Scholar

Published by Institute of Culture and Ideology, Islamabad.

+92-313-305-2561, +92-300-030-9933

www.almisbah.info

REINCI — Purifying Culture & Ideology with Divine Guidance

AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL

Vol.4, No.3, Sep-2024
Page no: 25-38

ازدواجی زندگی میں ہونے والی چپقلش کا اردو طنزیہ اور مزاحیہ شاعری کے تناظر میں تجزیہ

AN ANALYSIS OF LIFE'S LOGGERHEADS IN THE CONTEXT OF URDU SATIRICAL AND HUMOROUS POETRY

*Dr. Saadia Iftikhar

ABSTRACT

The relationship between husband and wife is such a beautiful bond that was first formed not only on the earth but on heaven. From which many relationships were born. Ever since this relationship has appeared in the world, it has to face many ups and downs. A new relationship emerges from the union of two different families. In which both husband and wife have to face a lot of patience and tolerance. This point of married life sometimes goes up and down while correcting the eyelid because it is said that there is a fight, there is also love. The silence of the husband and wife makes and spoils this relationship. Our poets have also tried their best to convey the tension in this relationship to the reader in terms of humor, thanks to these active members of the society. The interlude in the book makes the readers happy as well as thought-provoking. Despite being monotonous, it exudes an element of charm. In this paper, it has been analyzed that How Urdu poets of sub-continent have ridiculed the marital relationship of husband and wife in their poetry and have provided taste material for the audience in this regard in their poetry.

Key Words: Bonding, Marital life , Husband & Wife , Strengthened , Element of Charm.

کسی بھی خاندان کی ابتداء مرد اور عورت کے باہمی تعلق سے ہوتی ہے۔ جس سے زندگی کا سفر رواں دواں ہوتا ہے۔ انسان کی زندگی کی ارتقائی کڑیاں یونہی بنتی سنورتی چلی جاتی ہیں۔ اس دنیا کی ابتداء بھی حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہ السلام کے باہمی ملاپ سے ہوئی۔ اس طرح اس دنیا میں سب سے پہلا قائم ہونے والا رشتہ میاں بیوی ہی کا ہے۔ کسی بھی خاندان کی ابتدا مرد اور عورت کے باہمی مستحکم رشتے سے ہی وجود میں آتی ہے۔ اس طرح وسیع تر تناظر میں اس میں وہ تمام عناصر شامل ہیں جو مرد عورت کے ساتھ کسی نہ کسی طرح وابستہ ہیں۔ جب مرد عورت رشتہ ازدواج میں منسلک ہوتے ہیں تو ایک نئی زندگی کا آغاز ہوتا ہے۔ ان دو رشتوں کی بدولت نئے رشتے اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس طرح یہی مرد اور عورت والدین کا روپ دھار لیتے ہیں تو ان کی حیثیت، مقام اور مرتبہ بدل جاتا ہے۔ ان کے بچے ہو جاتے ہیں۔ اس طرح خون کے رشتے پھیلتے اور آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ جس سے ایک معاشرہ تخلیق پاتا ہے۔ خاندان ہی وہ ادارہ ہے جس سے انسانی رویے اور طرز عمل کا پتہ چلتا ہے۔ جس سے کسی معاشرے کی تربیت ہوتی ہے۔ خاندان کا آغاز و ارتقا ایک ایسا مسلسل عمل ہے جس سے ایک فرد دوسرے فرد کا سہارا بنتا ہے۔

عورت اور مرد کے تعاون سے ہی فرائض انسانی کی تکمیل ہوتی ہے۔ ان کے باہمی تعاون سے ایک خاندان ایک اکائی کی صورت میں اپنے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ قرآن پاک میں مرد و عورت کو ایک دوسرے کے حقوق کا نگراں بنایا ہے۔ دنیا کی تمام رونق اور چہل پہل ان مرد و زن کے

---

* Assistant Professor, Govt Associate College for Women Dhoke Hassu, Rawalpindi.

باہمی تعاون کی ہی بدولت ہے۔ انہی کے وجود سے دنیا میں راحت وخوشی ملتی ہے۔ جو اخلاق و تمدن اور معاشرت کا سرچشمہ بنی ہوئی ہے۔ جس سے اس دنیا میں رنگارنگی اور خوبصورتی ہے۔ ہمارا مذہب اسلام میں مرد اور عورت کا جو مقام اور مرتبہ ہے۔ اس سلسلے میں ان دونوں کے حقوق و فرائض کو متعین کر دیا گیا ہے۔ مرد جو گھر کا سربراہ ہے۔ جس کے ذمے عورت کے نان نفقہ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور عورت کا کام گھر اور بچوں کی نگہداشت کرنا۔ مرد کے ساتھ اس کے دکھ میں برابر کی شریک ہونا۔ لڑکی جب بیاہ کر اگلے گھر جاتی ہے تو اس کا مقام اور مرتبہ بھی بیٹی اور بہن سے بیوی اور بہو میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس حوالے سے اس پر ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ جن سے عہدہ برآں ہونا اس عورت کے ذمے ہے۔ اسی طرح مرد بھی نئے رشتے بناتا ہے۔ وہ بھی بیٹے اور بھائی سے خاوند اور داماد کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ ان دونوں فریقین کے ارد گرد رہنے والے لوگوں کو اِن کو سمجھنے کا موقع دینا چاہیے۔ اس طرح ان دونوں کے ساتھ ساتھ نئے رشتے وجود میں آتے ہیں۔ جو ان کی زندگی میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

سسر، ساس، نند، نندوئی، دیور، دیورانی، سالا، سالی، داماد وغیرہ۔ یہ تمام رشتے ان دو رشتوں کی بدولت معرض وجود میں آتے ہیں۔ ایک خاندان کی کامیابی کا راز ہی اس میں مضمّر ہے کہ ان رشتوں کی کامیابی اور بقا کے لیے کتنی کوششیں کی جاتی ہیں۔ ان رشتوں میں ہونے والی اونچ نیچ ان رشتوں میں دراڑ کا باعث بنتی ہے۔ اور بعض اوقات معاملات اس نہج پر پہنچ جاتے ہیں کہ ان کا ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔ ان عائلی رشتوں کو سنوارنے اور بگاڑنے میں تمام لوگ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں افراد (میاں بیوی) دو مختلف خاندانوں کے باہم میل جول سے وجود میں آتے ہیں۔ اس لیے ان کے درمیان میں اختلاف رائے کا ہونا ایک فطری عمل ہے۔ لیکن اس اختلاف رائے کو ایک دوسرے کے درمیان انا کا مسئلہ نہیں بننے دینا چاہیے۔ معاملات میں ایک دوسرے کا لحاظ کرتے ہوئے ذہنی ہم آہنگی کے ساتھ سمجھانا چاہئے۔ تاکہ اتفاق رائے سے وہ مسئلہ حل ہو جائے۔ رشتوں کی خوبصورتیاں ان کو قائم و دائم رکھنے کی ضامن ہوتی ہیں۔

جس طرح کہا جاتا ہے کہاوت ہے کہ جہاں برتن ہوتے ہیں وہاں ان کے کھڑکنے کی آواز آتی ہے۔ اس طرح جس طرح ایک خاندان میں لوگ رہتے ہیں ان میں بھی یہ سلسلہ جاری وساری ہوتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی بات پر لڑائی جھگڑا اور رنجشیں ایک دوسرے سے دوری کا باعث بنتی ہیں۔ ہمارے طنز و مزاح لکھنے والوں نے عائلی زندگی میں موجود ناہمواریوں اور ناپائیداریوں کو اپنی شاعری میں بیان کیا۔ شاعر اپنا مواد کیونکہ اپنے ارد گرد بالخصوص معاشرے سے لیتا ہے اور نہایت زیرک نگاہی سے چیزوں کو دیکھتا ہے۔ جس تک عام قاری کی نگاہ نہیں جاتی۔ اس کو اس طرح مزاحیہ انداز میں ہمارے سامنے پیش کرتا ہے کہ ہمیں اس چیز کا نیا زاویہ نظر آتا ہے جو شاید ہماری نظروں سے اوجھل ہوتا ہے۔ طنز و مزاح لکھنے والوں نے گھریلو اور عائلی زندگی کے حوالے سے خاص طور پر میاں بیوی کے درمیان میں ذہنی ہم آہنگی نہ ہونے کی وجہ سے جو چپقلش ہوتی ہے۔

گوشت پوشت کے انہی انسانوں میں گھر کی فضا میں مضحک خیز پہلوؤں کو تلاش کر کے شعراء حضرات ہمیں چند لمحے کے لیے ہنسنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ جیسے راجہ مہدی علی خان رات گھر کو کو لیٹ آنے کی صورت میں دروازہ کھٹکھٹانے والے شوہر کی جو حالت بیان کر رہے ہیں اس کو پڑھ کر بے اختیار ہنسی آجاتی ہے۔ جس میں بیانیہ انداز میں وہ اپنا مدعا بھی بیان کر رہے ہیں۔ نظم "دستک نیم شب"۔

"کھٹکھٹا تا ہوں بہت دیر سے دروازہ کھول
اے مری روٹھی ہوئی بیوی ذرا منہ سے بول
شک نہ کر مجھ پہ میری جاں سے پیاری ممتاز

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

AL-MISBAH
RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.3, Sep-2024
Page no: 25-38

پڑھ رہا تھا کسی مسجد میں تہجد کی نماز

ایک ہی صف میں کھڑے تھے وہاں محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ وہاں تھا نہ کوئی بندہ نواز
میرے ہی گھر سے نہ کر ہائے میرا بستر گول
کھٹکٹا تا ہوں محبت سے دروازہ کھول"

میاں اپنی کیفیت کو بیوی سے چھپاتا پھرتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ بیان بھی کرتا چلا جاتا ہے۔ علامہ اقبال کے مصرعے "ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز" کی پیروڈی بھی ہے۔ بقول وزیر آغا:

"راجہ مہدی علی خاں کی نظموں میں شادی سے قبل اور شادی کے بعد کی زندگی کے ایسے تمام پہلو پیش ہوئے ہیں جو نہ ہمواریوں کو جنم دے کر بہجت کے مواقع باہم پہنچاتے ہیں۔"[۲]

لیاقت علی لیاقت نے میاں کی بے چارگی اور وقت کے ساتھ ساتھ زمانے کا ساتھ دیتے ہوئے شوہر کی بے بسی کو ایسے بیان کیا ہے۔

"وہ زمانہ اور تھا اور یہ زمانہ اور ہے
بیویوں کا آج کل آنسو بہانہ اور ہے
میں" میاں اوں " بن کے بھی اس کے ہی قدموں میں رہا
پھر بھی اس کا ایک کے بعد اک بہانہ اور ہے"[۳]

امیر الاسلام ہاشمی "بیوی" قطعہ بیوی سے شادی اس دنیا میں نیکی کا بہانہ کرنے سے مترادف دے رہے ہیں۔ جس کی بدولت مجھے ایسے مال و متاع سے نوازا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے میں ساری زندگی پروانے کی طرح جلتا رہوں گا۔ جس میں علامہ اقبال کے مصرعے کی تغین استعمال کرتے ہوئے طنز کرتے ہیں۔

"چلی ہے بات جوگھر کی تو ہم بتاتے ہیں
یہ نیکی کرنے کا ہم کو بھی اک بہانہ ملا
خدا کی دین ہے بیوی کے روپ میں ہم کو
" متاعِ درد ملی ، سوزِ جاودانہ ملا"[۴]

انور مسعود نے ازدواجی زندگی میں میاں بیوی کے درمیان ہونے والے باتوں کو اپنی شاعری کا موضوع اس طرح بنایا ہے کہ بے اختیار لبوں پر مسکراہٹ آجاتی ہے۔ بقول ڈاکٹر انور سدید:

"انور مسعود نے بات کو پھیلانے کے بجائے اسے سمیٹ کر مزاح پیدا کیا ہے۔ انور مسعود حقیقت کے معاشرتی غبارے میں اس فنی خوبی سے سوئی چھوتے ہیں کہ حقیقت مسکرانے لگتی ہے۔"[۵]

جیسے "غضب" قطعہ میں کہتے ہیں۔

"میں نے بھی اپنے شوق کا اظہار کر دیا
کل رات مجھ پہ بے خواب نے کیسا غضب کیا

جو آپ کہہ رہی تھیں وہ سنتا تھا صرف میں
اور میں جو کہہ رہا تھا وہ بیوی نے سن لیا"[6]

محمد طٰہٰ خان نے میاں بیوی کے لطیف احساسات وجذبات کو اپنی غزل میں اس طرح سمویا ہے کہ اس کی بدولت قاری اس کے ظاہری اور باطنی جملوں سے آشنا ہوتا چلا جاتا ہے۔منظر نقوی اُن کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"اُن کے اشعار ایک طرف سامع کو Entertainment مہیّا کرتے ہیں تو دوسری طرف سامع یا قاری کو کچھ سوچنے پر مجبور بھی کرتے ہیں۔کسی بھی کامیاب تخلیق کے لیے وہ وقت حقیقی مسّرت رکھتا ہے جب وہ سوچ کے زاویوں کو نمایاں کرے۔سوچ کے عمل کو رُکنے نہ دے بلکہ خوشی کے ورق میں لپٹی ہوئی غم کی کڑوی گولی کو ہنستے ہنستے نگلنے کی ترغیب دے۔یہی طنز و مزاح کا کمال ہے۔پروفیسر طٰہٰ خان کی شاعری میں طنز دل آزادی کا باعث نہیں بنتا بلکہ وہ طنز کے ہتھیاروں کو اصلاح احوال کے لیے استعمال کرتے ہیں۔"[7]

اس سلسلے میں ان کی غزل عمدہ مثال ہے۔ملاحظہ ہو:

"لڑی اس ٹھاٹ سے منکوحۂ کافر بیاں میری
فرشتے لکھتے لکھتے چھوڑ بھاگے داستاں میری
محلے بھر کی دیواروں پر سر ہی سر نظر آئے
مزے بچوں نے جس دم لوٹ لی طرزِ فغاں میری
عجب کچھ لطف رکھتا ہے جو کہتے ہیں میاں بیوی
کہ شادی ہو گئی لیکن کہاں تیری کہاں میری
مسلماں ہوں مگر یہ سوچ کر مزے سے ڈرتا ہوں
نجانے کس کے گھر جائے بلائے نا گہاں میری
وہی ہے اختلافِ باہمی کی انجمن اب تو
فقط شادی کے دن اس نے ملائی ہاں میں ہاں میری"[8]

اسی طرح دلاور فگار نے بدلتی ہوئی روایات واقدار کی وجہ سے ازدواجی زندگی کا جو نقشہ تبدیل ہوگیا ہے۔جس کی وجہ سے گھر کی فضاء جو منظر پیش کرتی ہے۔اس کا موازنہ گھر اور دفتر سے کیا ہے کہ گھر میں رہنے والا شوہر کس قسم کا رویہ اختیار کرتا ہے اور باہر بحثیت باس اس کا رویہ کیسا ہے۔بچوں کی بجائے مغربی ممالک کی طرح جانور یعنی "کتّے" کو گھر میں پالا ہوا ہے۔گھر کے تمام لوگ اپنی زندگی کے ہنگاموں میں اس قدر مصروف ہیں کہ ایک دوسرے کے لیے وقت نہیں ہے۔دلاور فگار کی نظم "دفتر اور ہم" اسی طرح طنز کے تیر چبھوتی ہے۔

"اپنے بچوں سے جو گھبراتے ہیں گھر پر اور ہم
ورنہ خود ہی سوچیے صاحب کہ دفتر اور ہم!
ہے جگہ دل میں تو اِک گھر میں گزارا کرتے ہیں
آٹھ بچے ایک بیگم، تین نوکر اور ہم
گھر کی تہذیب اور ہے دفتر کا کلچر اور ہے

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

گھر کے اندر اور " ہم" ہیں گھر کے باہر اور " ہم"
بیوی بچے سب تو اپنے اپنے کاموں پر گئے
گھر میں اک کتّا ہے (امریکہ کا کلچر) اور ہم"[9]

دلاور فگار کے طنز و مزاح کے حوالے سے احمد ندیم قاسمی یوں رقمطراز ہیں:

"دلاور فگار کے مزاح میں بے ساختگی اور جوٹیلا پن اور نوکیلا پن ہے۔وہ اُن کے فن کی پہچان ہے۔۔اُن کے مزاح کا باقاعدہ ایک گہرا پسِ منظر ہوتا ہے اور اگر پڑھنے والا بھی ان کے آس پاس کا پڑھا لکھا ہو تو وہ اس مزاح سے نہ صرف لطف اندوز ہوتا ہے بلکہ اپنی شخصیت میں ایک مثبت تبدیلی محسوس کرتا ہے۔"[10]

مسٹر دہلوی نے ازدواجی زندگی میں جو شادی ہو جانے کے بعد جو تضاد اُبھر کر سامنے آتا ہے۔جب ایسے گھر سے بہو بیاہ کر لائی جاتی ہے۔جس کا باپ امیر ہوتا ہے۔اُس کے گھر نوکروں کی ریل پیل ہوتی ہے۔جو کسی کو خاطر میں نہ لاتی۔اس کا شوہر بیچارہ اس کے اشاروں پر ناچتا ہے۔اسی حوالے سے مسٹر دہلوی نے نظیر اکبر الہ آبادی کی مشہور زمانہ نظم "بنجارہ نامہ" کی پیروڈی میاں بیوی کے حوالے سے یوں کی ہے۔

"سب ٹھاٹھ دھرا رہ جائے گا، جب لاد چلے گا بنجارا
ہاں تو ، بڑے گھر کی بیگم، چلتا ہے اشارے پر شوہر"[11]

مسٹر دہلوی کی ظرافت نگاری کے سلسلے میں سرفراز شاہد لکھتے ہیں:

"مسٹر دہلوی طنز و مزاح کے میدان میں کسی حد تک منفرد اسلوب کے مالک ہیں۔کلام میں طنز کا عنصر زیادہ گہرا ہے۔۔اپنے اشعار میں ہمارے معاشرے کی کمزوریوں پہ شگفتہ طنز کیا ہے۔بعض مقامات پر حکیمانہ عمق بھی موجود ہے۔جس کی وجہ سے کلام کہیں کہیں سنجیدہ رنگ اختیار کر جاتا ہے۔"[12]

ہمارے معاشرے میں جس طرح ازدواجی زندگی میں میاں بیوی اور اُن سے منسلک رشتوں کے حوالے سے جو ناپائیداری کی کیفیت پیدا ہوتی رہتی ہے۔انہی کیفیات کو طنز و مزاح لکھنے والوں نے اپنا موضوع بنایا ہے۔محرّک معاشرے کی غلطیوں کی نشاندہی کرنا ہے۔مزاحیہ بات کو لوگ سنجیدگی سے لیتے ہیں تو کہنے والے کا مقصد پورا ہو جاتا ہے۔بقول افضل پارس

"ازدواجی زندگی کا عمل دخل مزاحیہ شاعری سے نکال دیا جائے تو باقی مزاح ختم ہو جاتا ہے۔ازدواجی زندگی میں بیوی کا کردار وہ واحد کردار ہے جو طنزیہ و مزاحیہ شاعری کو بے شمار موضوعات سے نوازتا ہے۔کہتے ہیں سنجیدہ شاعری میں محبوبہ اثر انداز ہوتی اور مزاحیہ شاعری منکوحہ پر کی جاتی ہے۔اصل حقیقت ہے بھی یہی کہ ہم بیوی کے ذریعے دیگر خواتین کی اِن غلطیوں کو سامنے لاتے ہیں۔جو ناگواری کا سبب بن رہی ہوتی ہیں۔"[13]

اس حوالے سے دیکھا جائے تو عائلی زندگی میں میاں بیوی اور اُن کے ارد گرد بکھرے رشتوں میں جو اَن بَن ہوتی رہتی ہے طنز و مزاح لکھنے والوں نے اُسے مختلف زاویوں سے دیکھا ہے اور بیان کیا ہے۔موضوعات میں یکسانیت ہو سکتی ہے لیکن اُن کا اسلوب اِن سب سے منفرد اور یگانہ بناتا ہے۔اب عائلی زندگی میں اِن مختلف موضوعات کا اعادہ کیا جاتا ہے۔

ازدواجی زندگی میں سب سے اہم رشتہ میاں بیوی کا ہی ہوتا ہے۔ایک لڑکی اپنا سب کچھ چھوڑ کر نئے رشتے بناتی ہے۔جس میں سب سے اہم رشتہ میاں بیوی کا بندھن ہوتا ہے۔باقی رشتے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنائے گئے ہیں لیکن میاں بیوی کا واحد رشتہ ہے۔جسے روئے زمین پر سب سے پہلے بنایا گیا۔بیٹی کو پیدا ہوتے ہی اس بات کی تلقین کی جاتی ہے کہ اس نے اگلے گھر جانا ہے۔اس لیے اس کی ماں اسے گرہستی سکھانا شروع کر دیتی ہے کہ اپنے

خاوند کی فرمانبر دار رہنا ہے۔ اس کا ہر حکم بجالانا ہے تا کہ تمھارے ماں باپ کی تربیت پر کوئی حرف نہ آئے۔ لڑکی بیوی کا روپ دھارتی ہے۔ تو ماں کی نصیحتیں اسے قدم قدم پر یاد آتی ہیں کہ میاں بیوی دکھ سکھ کے ساتھی ہوتے ہیں۔ ہر گھر میں اونچ نیچ ہوتی ہے۔ تمھیں اُسے صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاملات کو سلجھانا ہے۔ انھیں الجھانا نہیں ہے۔ سسرال کی بات کسی سے نہیں کرنی۔ ساس سسر بھی ماں باپ کا درجہ رکھتے ہیں۔ جیسے اپنے ماں باپ کی خدمت کرتے ہوئے عار محسوس نہیں ہوتی۔ اسی طرح اپنے ساس سسر کی خدمت بجالانی ہے تا کہ خاوند تم سے خوش ہو جائے۔

ڈاکٹر انعام الحق جاوید نے میاں بیوی کے درمیان پائی جانے والی محبت کا نقشہ "تقسیم کار" قطعہ میں کچھ اس طرح مزاحیہ انداز میں بیان کیا ہے۔ جس میں بیوی یہ کہتی نظر آتی ہے کہ وہ شوہر کا ہر معاملہ میں ہاتھ بٹاتی ہے یعنی ہم دونوں نے اپنے کام بانٹیں ہوئے ہیں جس میں بذلہ سنجی کی سی کیفیت ہے۔

"میں تو سارے کاموں میں شوہر کا ہاتھ بٹاتی ہوں
ٹیبل پر بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ کے کھانا کھاتی ہوں
پھر وہ کچن میں جا کر گھر کے سارے برتن دھوتے ہیں
اور میں اک اک برتن کو ترتیب سے رکھتی جاتی ہوں"[۱۴]

جسے پڑھ کر بے اختیار ہنسی آجاتی ہے کہ جس میں بیگم یہ کہتی نظر آتی ہے کہ میں ان کا ہاتھ بٹانے کے لیے ٹیبل پر ان کے ساتھ بیٹھ جاتی ہوں۔ یہاں تک کہ وہ برتن دھو لیتے ہیں۔ میں ان برتنوں کو ترتیب سے رکھتی چلی جاتی ہوں۔ "شکوہ" میں انعام الحق جاوید بیوی کے ظلم و ستم کا گلہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بیوی کا ظلم شوہر پر اسی طرح جاری ہے۔ ساری رات جاگنے کے باوجود خاوند بیوی سے یہ گلہ کرتے ہوئے کہتا ہے۔ جس کو مزاحیہ انداز میں شاعر نے علامہ اقبال کے مشہور مصرعے کی تضمین کی ضرورت میں لکھا ہے۔

"رات بھر جاگ کے صاحب نے کہا بیگم سے
"ہم سے کب پیار ہے ہاں نیند تمھیں پیاری ہے"[۱۵]

مجید لاہوری نے بیگم کے لیے نوکر بھی رکھا ہوا ہے جو گھر کے کام کاج کرتا ہے۔ بیگم کی مدد کرتا ہے۔ لیکن مجید لاہوری کے اصطلاح میں بیگم کو بیگم نہیں بے غم کہنا چاہیے۔ جیسے کسی چیز کا کوئی غم نہیں ہوتا سارے غم مردوں یعنی شوہروں کو ہوتے ہیں مجید لاہوری اسی حوالے سے کہتے ہیں۔

"امور خانہ داری لیے موجود ہے ہیں نوکر
جسے کہتے بیگم ہیں ہم اسے بے غم سمجھتے ہیں"[۱۶]

لوگوں کی اصطلاح میں اسے بیگم کہتے ہیں لیکن شاعر کہتے ہیں وہ ہمارے لیے "بے غم" ہے۔ یعنی بغیر غم کے جسے کوئی غم نہ ہو۔

انعام الحق جاوید اپنے قطعہ "نصف بہتر" میں محاورے کا استعمال کیا ہے۔ جس میں بیوی کو نصف بہتر کہا ہے یعنی بیوی زمین سے دیکھیں تو آسماں دکھائی دے۔ جس کا مطلب ہے دور نظر آئے شاعر اسی حوالے سے طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نصف بہتر ہونے کے باوجود کبھی کبھی ہی بہترین دکھائی دے۔ ہمیں اپنی بیوی کی بجائے دوسرے کی بیوی ہی اچھی دکھائی دیتی ہے۔

"زمین سے دیکھیں تو اک آسمان دکھائی دے
فلک سے دیکھیں تو اپنی زمین لگتی ہے

محاورے کے مطابق تو نصف بہتر ہے

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

AL-MISBAH RESEARCH JOURNAL
Vol.4, No.3, Sep-2024
Page no: 25-38

کبھی کبھی مگر وہ بہترین لگتی ہے"[17]

سرفراز شاہد شوہر کو مظلوم اور بے چارا جب کے بیگم کو اپنی وضع قطع اور سج دھج میں ہر حوالے سے شوہر سے بہتر دکھاتے ہوئے مزاحیہ انداز میں کہتے ہیں کہ

"ہر اک بیگم اگر چہ منفرد ہے اپنی سج دھج میں
مگر جتنے بھی شوہر ہیں بیچارے ایک جیسے ہیں"[18]

یعنی ہر بیگم اپنی تیاری میں دوسری سے بالکل منفرد ہے اور الگ دکھائی دیتی ہے۔ تمام شوہر بیچارے ایک جیسے ہی دکھائی دیتے ہیں۔ خاور نقوی بیوی کے گھر کے آجانے کے بعد جو شوہر بچارے کی دُرگت بنتی ہے۔ اس کو اپنے قطعہ میں مزاحیہ انداز میں منظر کشی کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"جس دن سے مرے گھر میں وہ آئی ہے کم بخت
اس دن سے ہیں زبان پر تالے پڑے ہوئے
فرمائشوں کا ایک سمندر ہے اس پاس
مجھ کو ہیں اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے"[19]

جس میں خاور نقوی نے بیوی کے گھر میں آجانے کے بعد شوہر کی زبان پر جس طرح تالے پڑے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی فرمائشی لسٹ کو دیکھ کر شوہر کو اپنی جان کے لالے پڑے ہیں یعنی تالا اور لالے قافیہ استعمال کر کے بذلہ سنجی کی کیفیت پیدا کی ہے۔ محاورات کا برملا استعمال بھی مضحکہ خیز صورتِ حال کو بیان کر رہاہے۔

قاضی غلام محمد نے "او دیس سے آنے والے بتا" مجید امجد کی نظم کی تحریف نگاری کی ہے۔ جس میں وہ پیروڈی کے انداز میں وطن سے آنے والوں سے وہاں کے شوہروں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں کہ اب بھی وہاں کے شوہر بیوی کے مظالم برداشت کر کے راتوں کو چھپ چھپ کر روتے ہیں۔ صبح دفتر میں گھر کا کام کرنے کی وجہ سے سوتے ہیں۔

"کیا اب بھی وہ وہاں کے سب شوہر
راتوں کو چھپ کے روتے ہیں
کیا اب بھی وہ قسمت مارے
دفتر میں اکثر سوتے ہیں
طعنوں کا نشانہ بنتے ہیں
جب گھر میں کبھی وہ ہوتے ہیں"[20]

فاخرہ بتول مردوں کی نفسیات کو "غیر کی بیوی" قطعہ میں کچھ اس طرح بیان کرتی ہیں۔ جس میں مزاحیہ انداز میں مردوں کی فطرت کی عکاسی کر رہی ہیں کہ ان کے مردوں کو کو ہمیشہ دوسروں کی بیوی ہی اچھی لگتی ہے۔

"مردوں کا آپ کیا بتاؤں کہ مردوں کو تو بس
ہر حالت میں غیر کی بیوی اچھی لگتی ہے

کم سن لڑکا ہمسائے کا بڈھا گھاگ لگے

ساٹھ برس کی اپنی بیٹی بچی لگتی ہے"[21]

دلاور فگار "عجیب و غریب بیوی" قطعہ میں شوہر کی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ جس میں بیوی کو غریب سمجھ کر اس سے شادی کی تھی لیکن میری بد نصیبی کے بیوی غریب ہونے کے بجائے عجیب و غریب نکلی۔

"بیوی سے ایک شوہر نا کام نے کہا
ہم ہر معاملے میں بڑے بدنصیب ہے
ہم نے غریب جان کے مانگا تھا آپ کو
یہ کیا خبر تھی کہ آپ" عجیب و غریب" ہیں"[22]

سید ضمیر جعفری مظلوم شوہر کی مزاحیہ انداز میں بتا بیان کرتے ہیں کہ

"جان محفل تھا خدا بخشے ضمیر
اب تو اک مدت سے شوہر ہو گیا"[23]

ایک وقت تھا ضمیر جعفری محفل کی جان ہوا کرتا تھا۔ لڑکیاں اس کے ارد گرد گھومتی تھیں لیکن جب سے شادی ہوئی وہ تب سے محفل کی جان نہیں رہا بلکہ شوہر ہو گیا ہے۔

ڈاکٹر انعام الحق جاوید ایسے ہی شوہروں کی تصویر کشی اپنے شعر میں کر رہے ہیں۔ جس کو اپنی ماں سے بہت محبت ہوتی ہے لیکن اپنی بیوی سے بھی پیار کرتا ہے۔ ایسے شوہر کا گزارا بہت مشکل سے ہوتا ہے کیوں کہ دونوں کو ایک ترازو میں تولتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس کی زندگی گھن چکر بن جاتی ہے۔

"محبت ماں سے اور بیوی سے جس کو پیار ہوتا ہے
گزار ہ ایسے شوہر کا بہت دشوار ہوتا ہے"[24]

کیونکہ وہ اپنی ماں سے بھی محبت کرتا ہے اور بیوی سے بھی پیار کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے دونوں کو خوش رکھنے کے چکر میں اس کی زندگی وبال بن جاتی ہے کسی ایک کو بھی ناراض نہیں کرنا چاہتا۔

مجذوب چشتی اقبال کے مشہور مصرعے "تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن" کو اپنے قطعہ "اچانک" میں پیروڈی کے انداز میں بیگم کی طرف سے شوہر سے مزاحیہ انداز میں کہتے ہیں۔

"دو بجے تھے رات کے ہر سمت تھا گہرا سکوت
اور میں فرما رہا تھا شو ق مشقِ سخن
جاگ اٹھی بیگم اچانک چیخ کر اُس نے کہا
" تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن، اپنا تو بن"[25]

بیگم رات کے دو بجے اچانک شوہر کو جاگتا دیکھ کر اٹھ بیٹھی ہے اور شوہر کو کہتی ہے کہ اتنی رات گئے ابھی تک جاگ رہے ہو۔ اسی حوالے سے طنزیہ کہتی ہے کہ اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن یعنی اپنی ذات کے ساتھ تو مخلص رہو۔ اقبال کے مشہور عام مصرعے کو تحریف کے انداز میں اپنے شعر میں استعمال کیا ہے۔

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

اس مصرعے کو سید ضمیر جعفری نے بھی کسی قوال کی محفل کے حوالے سے استعمال کیا ہے۔ وہاں جس کو دیکھ کر بیویاں تالیاں پہ تالیاں بجا رہی تھیں جب کہ اسی محفل میں شوہر اچھل اچھل رہے تھے تو ایک بیوی نے طنزاً اپنے شوہر سے کہا۔

"اک میاں اچھلا تو بیوی نے کہا
"تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن"[۲۶]

ہمارے معاشرے میں میاں بیوی ہر وقت لڑائی جھگڑا کرتے رہتے ہیں۔ جب کسی محفل یا تقریب میں بیٹھے ہوں گے تو ان کو دیکھ کر ہی محسوس ہو جاتا ہے کہ یہ دونوں یقیناً میاں بیوی ہوں گے کیونکہ دونوں ہی ایک دوسرے سے بے زار ہوتے ہیں۔ امیر الاسلام ہاشمی نے اپنے شعر میں ایسے ہی میاں بیوی کی مزاحیہ انداز میں عکاسی کی ہے۔

"دونوں تھے رو ٹھے رو ٹھے، میاں بیوی ہو جیسے
دونوں میں کیا رشتہ تھا،یہ عرض پھر کروں گا"[۲۷]

ایسی وفاشعار بیوی جو اپنے خاوند سے محبت کرتی ہے اور خاوند کے ساتھ ساتھ کسی کی شراکت برداشت نہیں کرتی۔ یہاں تک کے یہ دنیا تو یہ دنیا جنّت میں بھی حوروں کو برداشت نہیں کرتی۔ نیاز سواتی نے اسی قسم کی بیوی کا مزاحیہ انداز میں نقشہ کھینچا ہے۔ جو فرمائش کے پورے ہو جانے پر شوہر کو جنت کی دعا دیتی ہے لیکن جب حوروں کے ملنے کی خبر سنتی ہے تو جھٹ دوزخ کی دعا دیتی ہے۔

"اہلیہ کی میں نے جب پوری کی فرمائش نیاز
جھٹ دی دعا اس نے جنّت آشیانہ ہو تیرا
جب کہا میں نے وہاں مجھ کو ملے گی حور بھی
سن کے وہ بولی کہ پھر دوزخ ٹھکانہ ہو تیرا"[۲۸]

دلاور فگار "نصف بہتر "قطعہ میں ایہام گوئی کا استعمال کرتے ہوئے بیوی کو نصف بہتر کہتے ہوئے طنزاً کہتے ہیں۔

"سنا ہے نصف بہتر بھی کہا جاتا ہے بیگم کو
تو کیا اس کا مطلب ہے کہ شوہر ہے خراب آدھا"[۲۹]

یعنی بیوی اس کو آدھا بہتر سمجھا جاتا ہے۔ "نصف بہتر "بیوی کو بھی کہا جاتا ہے اور اس کا دوسرا ظاہری مطلب ہے " آدھا بہتر "اسی حوالے ایہام گوئی کا استعمال کرتے ہوئے شاعر طنزاً کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے شوہر آدھا بہتر ہے اور آدھا خراب ہے۔

نصیر عسکری اس گھر کا نقشہ مزاحیہ انداز میں پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہاں بچوں کی بہتات ہوتی ہے۔ صبح کا آغاز ہی ایسے ہوتا ہے کہ جیسے سر پر جوتے پڑ رہے ہوں۔ شاعر اس حوالے سے طنزاً کہتا ہے کہ کیا سہانا سماں ہوتا ہے۔ ہر طرف اُودھم مچا ہوا ہوتا ہے۔

"صبح دم سر پہ جوتے برسنے لگے
کیا سہا نا سماں ہے خدا کی قسم
میری بیوی کے با رے میں پوچھو نہ تم
سات بچوں کی ماں ہے خدا کی قسم"[۳۰]

ایسی بیویاں جو شوہر کے ناز نخرے برداشت نہیں کرتیں بلکہ برابری کے حقوق چاہتی ہیں۔ جن کو گھر کے کام کاج سے کوئی دلچسپی نہیں ہوتی۔ جو خوبصورت تو ہوتی ہیں۔ لیکن گھریلو امور سے نہ بلد۔ جنہیں بات کرنے کا بھی سلیقہ نہیں ہوتا۔ سید ضمیر جعفری انھیں عورتوں کے حوالے سے مردوں کو تنبیہ کرتے ہوئے "کام آتا نہیں" قطعہ میں کہتے ہیں۔

"اپنی روٹی خود پکا مسٹر کے اب بیوی کے ساتھ
حسن آجاتا ہے حسن انتظام آتا نہیں
بحث ہم دونوں میں جب ہو گی تو جھگڑا کیوں نہ ہو
مجھ کو علم اور آپ کو علم کلام آتا نہیں"[۳۱]

"علم کلام" کا لفظ طنزاً استعمال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں پڑھا لکھا نہیں ہوں لیکن میری بیوی کا اندازِ بیاں بھی مہذب نہیں ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں عورتیں شوہر کو ادب سے نہیں بلاتیں بلکہ ان کی عزت نفس کو مجروح کرتی رہتی ہیں۔ ان کی ہر جگہ بے عزتی کرتی ہیں۔ ان کو ڈانٹ ڈپٹ کرتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ گھر کے نوکروں کو بھی نہیں بخشتیں لیکن یہ بات گھر کے ملازم کو بھی گوارا نہیں گزرتی کہ انھیں بے عزت کیا جائے۔ اس لیے وہ بیگم صاحبہ کو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ میں ملازم ہوں شوہر نہیں ہوں۔

ڈاکٹر انعام الحق "گھریلو ملازم" کے قطعہ میں بذلہ سنجی کے انداز میں کہتے ہیں۔

"میڈم کی ڈانٹ سن کے ملازم پکار اٹھا
ہر چند سنگ ریزہ ہوں گوہر نہیں ہوں میں
لیکن کلام کیجیے مجھ سے ادب کے ساتھ
نوکر ہوں کوئی آپ کا شوہر نہیں ہوں میں"[۳۲]

ازدواجی زندگی میں میاں بیوی کے درمیان ناچاقی اور ان بن ہوتی رہتی ہے۔ بیوی جو اپنے شوہر سے محبت کرتی ہے۔ وہ اپنے خاوند کی ایک ایک بات نوٹ کرتی ہے۔ اس کی ایک ایک چیز کو چیک کرتی ہے۔ خاوند اس کی اس فطرت کو اس کا شک سمجھتا ہے۔ جس کی وجہ سے ایسی عورت کو شکی عورت بھی کہا جاتا ہے۔ اسی حوالے سے ڈاکٹر اسامہ منیر اپنا تجربہ بیان کرتے ہوئے مزاحیہ انداز میں کہتے ہیں:

"جس خاتون کے دل میں شک کا اڈا ہوتا ہے
اس کا شوہر سے روزانہ پھڈا ہوتا ہے"[۳۳]

یعنی جو عورت خاوند کے بارے میں شک و شبہات کا شکار ہوتی ہے اس گھر میں روزانہ لڑائی جھگڑا ہوتا ہے

سعادت مند شوہر بیوی کی آہ و فغاں پر گلہ شکوہ کرتے ہوئے "شوہر کی فریاد" کے عنوان سے اسد جعفری کی نظم میں کچھ اس طرح فریاد کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

"اے میری بیگم نہ تو میری خودی کمزور کر
یہ شریفوں کا محلّہ ہے نہ اتنا شور کر
شب کے پرسکون لمحوں میں نہ مجھ کو بور کر
اس سعادت مند مند شوہروں کو نہ یوں اگنور کر

دید و دل تیری چاہت کے لیے بے تاب ہیں
مجھ جیسے شوہر آج کل بازار میں نایاب ہیں
میرے آنے پرہے پابندی کبھی جانے پہ ہے
ہے کبھی پینے پہ قدغن کبھی کھانے پہ ہے"[۳۴]

سعادت مند شوہر بیوی سے اپنی خودداری کے حوالے سے فریاد کررہاہے کہ رات کے اس پہر اتناہنگامہ آرائی نہ کرو۔ شریفوں کا محلہ ہے۔ جس میں تمھاری آواز باہر جائے گی۔ مجھ جیسے سعادت مند شوہر آج کل نایاب ہیں۔۔میں تم سے محبت کرتا ہوں تم ہر وقت مجھ پر نظر رکھتی ہوں۔ میرے کھانے پینے اور آنے جانے پر بھی پابندی ہے۔میر اجیساشوہر شاعر مزاحیہ انداز میں کہتاہے کہ چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔اس کے لیے شاعر نے مزاحیہ انداز میں "نایاب"کالفظ استعمال کیاہے۔

اسد جعفری نے اپنی نظموں میں پیش کیے جانے والے کرداروں لے ذریعے مزاح پیدا کیاہے۔ڈاکٹر انور سدید نے اُن کی اسی خصوصیت کے حوالے سے کہاہے۔

"اسد جعفری خالص مزاح کی کمیاب شخصیات میں سے ہیں۔ان کی انفرادیت ماحول کی مزاحیہ تصویر کشی میں ہے۔۔"
شوہر کی فریاد"اور ہمسائی جیسی نظموں میں ٹائپ کرداروں سے مزاح پیدا کیاہے۔"[۳۵]

بیوی اپنے خاوند کو کس طرح بہکاتی ہے اس کا آغاز حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاسے ہی ہو گیا تھا۔ جس میں جب حضرت حوّا کے بہکاوے میں آکر حضرت آدمؑ نے وہ پھل کھالیا تھا۔ جس سے منع کیا گیا تھا۔ آج تک آدمؑ کا بیٹا حوّا کی بیٹی کو اس بات کا طعنہ دیتاہے۔سید ضمیر جعفری نے اسی واقعے کو"انتقام"کے عنوان کے تحت نظم لکھ کر مزاحیہ انداز میں شوہر کے اندر موجود اس بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھایاہے۔وہ کس طرح اس قرض کو بیوی کو لوٹاتا ہے۔اسی نظم کو ملاحظہ کیجیے:

"حضرت آدم کو حوا نے
خُلدِ بریں سے نکلوایا تھا
دانہ گندم کھلوایا تھا
جب بھی یاد آیا یہ قصّہ
اپنی زوجہ سے ہم بولے
بول کو بے سمجھے بے تولے
یا دہے تجھ کو بھی وہ قصّہ
اپنا قرض اتارا ہم نے
بیوی کو دے مارا ہم نے"[۳۶]

دلاور فگار شادی شدہ شوہروں کی بے بسی کو اپنے شعر میں بذلہ سنجی کے انداز میں کہتے ہیں کہ شوہر اس بات پر حیرت زدہ ہیں کہ کیا میں دنیا سے نرالا ہوں۔میں بھی تم جیسا انسان ہوں۔جو شادی شدہ بھی ہے اور بیوی بچوں والا بھی ہے۔

"یہ کس نے کہہ دیا تجھ سے، میں دنیا سے نرالا ہوں
میں اک شادی شدہ ہوں،بیوی بچوں والا ہوں"[۳۷]

ڈاکٹر انعام الحق جاوید اس شوہر کی دکھتی رگ کو بیان کر رہے ہیں۔ جو شادی سے پہلے بیوی سے میل ملاقات کرتے ہیں۔ نوبت شادی تک پہنچ جاتی ہے لیکن بعد میں جو کچھ ان کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس میں قسمت کو دوش دیتے ہیں ڈاکٹر انعام الحق جاوید "قسمت بیگم" کے قطعہ میں شوہر کی بے بسی کو کچھ یوں بیان کرتے ہیں۔

"میں نے اس کو گھور کر دیکھا اس نے مجھ کو گھورا
سچ پوچھو تو اس سے میرا مقصد ہو گیا پورا
باقی کام تو قسمت کا تھا جو تھی میرے ساتھ
اس نے گھر آ کر البتہ کر دیا مجھے ادھورا"[۳۸]

یعنی میرے مقدّر میں اس کا ساتھ تھا لیکن میری زندگی میں آجانے کے بعد اس نے مجھے مکمل کرنے کی بجائے طنزاً کہہ رہے ہیں مجھے ادھورا کر دیا۔

خالد عرفان اپنے قطعہ میں مزاحیہ انداز میں امپورٹڈ بیوی کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ امیر لوگ باہر سے گاڑیاں منگوانے کے بجائے بیویاں منگواتے ہیں۔ اس کا ایک فائدہ یہ ہے کہ اس پر کسٹم نہیں لگتا۔

"بجائے کار وہ بیوی نئی امپورٹ کرتے ہیں
اگرچہ اس بکھیڑے میں بھی پیسہ کم نہیں لگتا
کہا اک شخص نے امپورٹڈ بیوی کے بارے میں
یہ وہ دولت ہے جس کا پورٹ پہ کسٹم نہیں لگتا"[۳۹]

ہمارے طنز و مزاح لکھنے والوں نے سب سے زیادہ موضوعِ بحث عائلی زندگی میں میاں بیوی کے درمیان میں ہونے والی لڑائی جھگڑے کو بنایا ہے۔ ازدواجی زندگی کی اس اَن بَن کو بدلہ سنجی کے انداز میں بیان کر کے ہر گھر کی تصویر کشی کی ہے جس میں کبھی میاں کا پلڑا بھاری دکھائی دیتا ہے کبھی بیوی کا۔ یہی ان رشتوں کی خوبصورتی ہے۔ اس ڈور سے نازک رشتے کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اپنے اپنے کردار کو نبھانا اِس رشتے کی قدر و فوقیت کو بڑھاتا ہے۔ طنز و مزاح لکھنے والے اِس مصروف زندگی میں سے کچھ لمحے مستعار لے کر ہمیں ہنسنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔

ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ اِس نازک رشتے کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے اپنے گریبان میں جھانکیں۔ طنز و مزاح لکھنے والوں نے ازدواجی زندگی میں مضمّر جن تلخ حقیقتوں کو ہم تک ہنسی مذاق میں پہنچانے کی سعی کی ہے۔ اس کو سمجھیں اور اپنی اصلاح کریں۔

حوالہ جات:

[۱] علی خان، مہدی، راجہ، دستکِ نیم شب (نظم)، اندازِ بیاں اور (لاہور: اکادمی پنجاب، طبع اوّل، ۱۹۶۲ء) ص ۱۲۲-۱۲۱

[۲] علی خان، مہدی، راجہ، وزیر آغا (مقدمہ)، اندازِ بیاں اور (لاہور: اکادمی پنجاب، طبع اوّل، ۱۹۶۲ء) ص ۱۹

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X

۳ لیاقت، لیاقت علی، قطعہ، باقی تو سب ٹھیک ہے (لاہور: الطاف ایجوکیشنل پبلشرز اینڈ پرنٹر، نومبر ۲۰۰۶ء) ص ۷۷

۴ ہاشمی، امیر الاسلام، قطعہ، مشمولہ: ہے دیکھنے کی چیز، مرتبہ: سرفراز شاہد (اسلام آباد: دوست پبلی کیشنز، ۲۰۰۲ء) ص ۲۹

۵ انور سدید، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر تاریخ (لاہور: عزیز بک ڈپو، طبع پنجم، ۲۰۰۶ء) ص ۵۹۷

۶ مسعود، انور، قطعہ، مشمولہ: مرچیں، مرتبہ: زاہد فخری (لاہور: خزینہ علم و ادب، ۲۰۰۵ء) ص ۲۳

۷ نقوی، منظر، طنز و مزاح کا شناسا شاعر (مضمون)، مطبوعہ: ماہنامہ کتاب (اسلام آباد: جلد ۳۶، شمارہ ۸ تا ۱۰، اگست، ستمبر، اکتوبر، ۲۰۰۳ء) ص ۵۵

۸ طٰہٰ خان، محمد، غزل، مشمولہ: مزاحیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا، مرتبہ: یوسف مثالی (لاہور: مشتاق بک کارنر، س ن) ص ۲۷۶

۹ فگار، دلاور، دفتر اور ہم (نظم)، کلیات دلاور فگار (کراچی: فرید پبلی کیشنز، س۔ن) ص ۵۹۵

۱۰ قاسمی، احمد ندیم، اعتراف فن (مضمون)، مطبوعہ: چہار سو (راولپنڈی: جلد دوم شمارہ ۲۳-۲۲، ۱۹۹۴ء) ص ۹

۱۱ دہلوی، مسٹر، نظم، مشمولہ: لاجواب مزاحیہ شاعری، ص ۲۳۰

۱۲ شاہد، سرفراز، اردو کی مزاحیہ شاعری (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، اشاعت دوم، ۲۰۰۷ء) ص ۱۶۷

۱۳ پارس، افضل، سوالنامہ از راقمہ

۱۴ جاوید، انعام الحق، ڈاکٹر، قطعہ، کوئے ظرافت، ص ۳۹

۱۵ جاوید، انعام الحق، ڈاکٹر، قطعہ، کوئے ظرافت، ص ۳۹

۱۶ لاہوری، مجید، قطعہ، مشمولہ: اردو ادب کی مزاحیہ شاعری، مرتبہ: خواجہ محمد سلطان گوہر (لاہور: حیدریہ پبلیشرز، بار اوّل ۲۰۰۳ء) ص ۱۰۲

۱۷ جاوید، انعام الحق، ڈاکٹر، قطعہ، کوئے ظرافت، ص ۱۰۶

۱۸ شاہد، سرفراز، قطعہ، مشمولہ: مزاحیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا، ص ۱۵۶

۱۹ نقوی، خاور، قطعہ، مشمولہ: مزاحیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا، ص ۱۰۴

۲۰ محمد، قاضی غلام، او دیس سے آنے والا بتا (نظم)، مشمولہ: مزاحیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا، ص ۲۴۸

۲۱ بتول، فاخرہ، قطعہ، مشمولہ: مزاحیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا، ص ۲۴۰

۲۲ فگار، دلاور، قطعہ، کلیات دلاور فگار (کراچی: فرید پبلی کیشنز، س۔ن) ص ۶۶۵

۲۳ سید، جعفری، ضمیر، قطعہ، نشاط تماشا، ص ۱۱۲

۲۴ جاوید، انعام الحق، ڈاکٹر، قطعہ، مشمولہ: مشہور مزاحیہ شاعری، ص ۶۰

۲۵ چشتی، مجذوب، قطعہ، مشمولہ: مشہور مزاحیہ شاعری، ص ۱۲۰

۲۶ سید، جعفری، ضمیر، کل شب جہاں میں تھا (نظم)، نشاط تماشا، ص ۱۵۶

۲۷ ہاشمی، امیر الاسلام، قطعہ، مشمولہ: مزاحیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا، ص ۵۶

۲۸ سواتی، نیاز، قطعہ، مشمولہ: مزاحیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا، ص ۳۱۱

۲۹ فگار، دلاور، قطعہ، مشمولہ: مشہور مزاحیہ شاعری، ص ۸۴

۳۰ عسکری، نصیر، قطعہ، مشمولہ: مزاحیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا، ص ۳۰۶

۳۱ سید، جعفری، ضمیر، کام آتا نہیں (نظم)، نشاط تماشا، ص ۱۰۲

[۳۲] جاوید، انعام الحق، ڈاکٹر، قطعہ، مشمولہ: مشہور مزاحیہ شاعری، ص ۱۱۳

[۳۳] منیر، اسامہ، ڈاکٹر، قطعہ، مشمولہ: مزاحیہ شاعری کا انسائیکلوپیڈیا، ص ۱۲۱

[۳۴] جعفری، اسد، شوہر کی فریاد (نظم)، مشمولہ: مشہور مزاحیہ شاعری، ص ۲۷

[۳۵] انور سدید، ڈاکٹر، اردو ادب کی مختصر تاریخ، ص ۵۹۸

[۳۶] سید، جعفری، ضمیر، انتقام (نظم)، نشاطِ تماشا، ص ۳۷۹

[۳۷] فگار، دلاور، نظم، کلیات دلاور فگار، ص ۶۲۸

[۳۸] جاوید، انعام الحق، ڈاکٹر، قطعہ، کوئے ظرافت، ص ۱۵۸

[۳۹] عرفان، خالد، قطعہ، مشمولہ: انور مسعود سے خالد مسعود تک، ص ۱۵۹

ISSN-Online: 2790-8828
ISSN-Print: 2790-881X